

ابسی جا اور رائے ریان کا سر کاٹ لا اور یہ لڑکی راجہ کی پئنے ساتھ چہاں جی چاہے دہلی بجا غرض و فقیر پھر رائے ریان کے پاس جا کر کہتے لگا کہ اے حاتم! ایسا تیرے عمر کے پسلے دل کی آرزوی ہے گر تو اپنا سر دیکھا تو یہ فقیر دعا پناہ خواہ پادھ کارائے ریان نے کہا کہ اے فقیر تو یعنی خاطرِ جمع رکھدی ہو سریں خدا نے اسیوں سطے پیدا کیا ہے کہ کسی کے کام آئے میں ایک بیت سے اس سرو بھیلی پر ہر سے ہوں کجھ کوئی اگھے اُسے دوں اب تو نے طلب کیا ہے پر ہاضم ہے اس میں بھی موجود ہوں میرے لگے میں رتی بلند حصک اُس راجہ کے پاس بچل لوراں سے کہہ کر وہ سرو تھے ماٹھا تھا اُس سر کو میں سخن نہ لایا ہوں اگر اُس نے قبول کیا تو سریں تھے کہا لینا اور اگر اُس نے کھو اوسا ہمکار تو وہ بھی خافر کر دیکھا کہ تو وہ دعیش رائے ریان کی گردن میں رتی بلند حصک راجہ کے پاس بیکیا اُس راجہ نے جیجنا نہ روی اس مرد کی دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے پاؤں پر گرا اور لہنے لگا کہ صحبت سمائے تیرے اب میں نیا بھلی کیا ایسا سمجھی جو اندر نہیں اور نہ ہونگا جایا کیا دنی فقیر کیوں سطے پانہ سرو ٹوپے یہ کہکہ بھی میں کو بیلا یا اور رائے ریان کیجھوں کے کہا کر اے عہدِ الحج یہ تھا ری اونڈی ہے جسکو جی چھٹے اسکو نے دیجھ طھے نے کیا بلی کہ جستے سے کہا کہ اے کہ یا تو میں بھی اپنا ستری نے کام میں گناہ سنگا اور مطلب میں تیرے بر لاؤں کہ اسیں ہرگز دریخ نہ کروں گا بہتر یہ ہے کہ ملدی ہے میشون کے پاس جہاں اور حظ زندگانی کا اٹھا خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں صحیح ہوئی اور سرغنے ہاگدی جدنا اسکا اُس روز بھی توفیق ہتا تب یہ فرد پڑھی اور رونے لگی فرد سے محیر ہری دشمنی کہ تک۔ وہ مل کی شب کبھی دکھا ایسی ہیں ۴

لوہی داستان طوطے کی بیوفانی عالم شاہ باوشاد سے

جب آنکاب چھپا اور مہتاب کھلا جستہ درختی کے مارے رونی ہوئی طوطے کے پاس رخصت یہ ہے کئی اور اُسے متفرک دیکھ کر کہتے لگی کہ اے عقلمند آج کیوں غلیں ہے طوطا بولا کہ اے کہ بالوجہ کو تیری تھکنے لہمات جیزان کیا اور اسی اندر لشیں مہرا دانہ پانی چھوٹ کیا ہے میں اسی سوچ میں آٹھوں پورہ رہتا ہوں کہ کیونکر دیافت کروں کہ وہ معشوق نیڑا تھجھے و فاداری کر سکجایا عالم شاہ باشاہ کے طوطے کی طرح بیوفانی کر کے دغاد بگا۔ خجستہ نے پوچھا کہ وہ نقل کیونکر ہے بیان کر رہا۔

حکایت طوطا کرنے لگا کہ کسی وقت میں ایک صبا دنے طوطی کے آشیانے کے نزدیک جال کھپایا اور اسکو سچوں سمیت گرفتار کیا اس سوچت طوطی نے اپنے بچوں کے کہا کر بابا اس سوچت یہی مسلمت بہتر کہ تم الحجہ رئے کی صورت ہو کر بڑا پر ہو اگر یہ چھپا رتم کو مردہ جان بگا تو پھر دیگا میں تنہا جو کچھ دیگی کوچھ مفہومی نہیں اگر میں جیتی رہوں گی تو کسی نہ کسی حملت سے اپنے تینیں تھاک پاس پہنچاوں گی۔ اُن

بچوں نے اُسکے کہتے کے بوجب بیان ہر ایک اپنا اپناد مرچا کر گرہا اُس مبتدا نے معلوم کیا کہ شاید سر
ہیں ان کو اس دام سے بے کجھی یہ لہک جوہیں اُنکو اُس دام سے نکالا جیسیں ہر ایک اُنکا اور ہر ایک صفت
کی شاخ پر جایا تھا اس طوطی پر غصہ ہوا اور چاہا کہ اُس کو زین پر بھکے کہ اتنے میں اس
ٹوٹی نے کہا کہ اسے مبتدا خبردار مجھ کو مت مارا گیا میں صحیح رہوں گی تو یہ انت شجے نزند دلو اول
مجھی کہ پھرنا بہ عمر اپنی تو کسی چیز کا تخلیخ نہ ہوگا اور جب تک جیتا رہے گا تب تک کسی کام کا
اندر یہ نہ کرے گا کیونکہ میں ہمایت عقلمند اور طبیب ہوں ایسا طبیعت کا کام جانتی ہوں کہ جیسا
چاہیے اس سخن سے مبتدا خوش نہما اور اس کے مارنے سے باز رہا اور گہنے لگائے طوطی ہمارے
ملک کا بادشاہ عالم شاہ ایک مدت سے بھی رہے اور مرفق سخت رکھتا ہے تو اُس کو اچھا کر سکے گی
ٹوٹی لوئی کہ اسے صیاد کو نسایا کام ہے میں وہ طبیب ہوں کہ دس ہزار ملین کجھ کو اس طوطی
اور لقمان جواب دیں اسکو اچھا کروں تو مجھے اپنے بادشاہ کے پاس بیچل اور سیری طبیعت کی
اُس سے تعریف کر پھر میتے کو چاہنہ اُتھے کو اُسکے ہاتھ پر یعنی ملنا غرض وہ صیاد اُس طوطی کو پھر
میں پڑکر کے اپنے بادشاہ کے پاس بیگیا اور کہنے لگا کہ خداوند ای طوطی نہایت عقلمند ہے اور طبیعت
میں بہت ملک رکھتی ہے اگر حکم ہو تو حضور پُر نور میں حاضر ہے عالم شاہ نے کہا کہ بھائی میں بھی
اس نکر میں تھا مجھے بھی ایک طبیب دانا مکار ہے اور یعنی آرڈنر میں کہ ایسا کوئی آؤے کہ سیری
مرغ کو دو تکرے پہنھ رہے یہ سیرے پاس رہے تو اُس کی قیمت کہہ اُس نے دس ہزار اشتری
اُس کی قیمت کی اور بادشاہ نے دسی دلو ایسی مبتدا اُسے لیکر اپنے گھر گیا اور طوطی بادشاہ کی دعا
کرنے لگی پارے دوچاروں میں آدم امر من اُس کا اُسکی دعوے ہوا۔ تب طوطی نے کہا کے
بادشاہ خدا کے فضل سے اور سیری تدبیر دو اسے اب تم کو آدمی صحت ہوئی ہے۔ اگر مجھ پر حکم کرو
اُس پنج سے مغلصی سجنشو تو میں ابھی ڈھونڈھ کر ایک الیسی چیز صحرات سے لاکھ چلا دیں کر بعد دو
چار بی دن کے تو اچھا ہو اور عنزل صحت کریے۔ عالم شاہ نے جانا کہ شاید یہ طوطی سچ کہتی ہے
اس اعتبار پر اسے نفس سے آزاد کیا طوطی نے اپنے جعل کارستہ لیا پھر اور منہ کیا طوطی نے یہ
انقل تمام کر کے کہا لے جس تین بھی اسبات سے ڈنابہوں کر کہیں ایسا نہ ہو کہ معشوق تیرا اُس طوطی کی
بلح تجوہ سے دغا بازی کرے خدا کیوں سطہ ملہ جاؤ اپنے یا اسے ملاقات کر او جنتک تو اُسکی آزا بیش نہ
کرے اعتباً ذکر ناکد بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاودے کہ اتنے میں صحیح ہوئی اور مرفق بولا جانا اُسکا اس
اروز بھی موقوف رہا تھا فر پر اور ورنے لئی فرا آج فہرُوس سے اپنے میعادتی۔ گرنہ کرتا فلک یہ بیہری

دسوں دیاستان سوواگر اور اُسکی خوبی

جب فتحم بیہاں ہوا اور تمہاری عبادت خجستہ روئی اور سرد آہیں بھری ہوئی رخصت لینے کھڑے کے پاس گئی۔ اور طوطے نے اُسے متغیر دیکھ کر پوچھا کہ اے کہ بالوں آن کیوں سقدر جان ہے؟ فیر تو یہ وہ پوچھا کہ پاس آتی ہوں اور حال اپنی بیقراری کا سنا تی ہوں وہ کون وقت ہو گا کہ جس وقت تو مجھے رخصت کرے گا اور وہ کون وقت ہو گا کہ میں اپنے معاشرے سے ملاقات کرنگی۔ الگ آن کی شب رخصت کرے تو مجھے ہاؤں اور نہیں تو صبر کر کے اپنے گھر بیٹھ دہوں مطلاع کئی نگاہ کے لئے کہاں تو نہیں بلات سیہرے پاس آتی ہے اور باقی سیری مدنی ہے جانے کیوقت صحیح ہو جاتی ہے اور رات کو آخر کر دیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات جلد جلوٹے تو ایک قصہ چھوٹا سا ساہول کہ جس کے باعث تیری بات رہے اور تو کسی آفت میں نہ پڑے یہ یاد رکھنا کہ اگر تو کہیں جلوٹے اور غافل نہ تیرا اور اس تجھے نظر پڑے تو تو سچی اُس سوواگر کی جھروکی طرح شورو غل کرنا وہ پشیمان ہو جائے اور تیری بات سے خجستہ پوچھا اُسکی داستان کیوں نکلے ہے بیان کر۔ حکایت اطوطا بولا کہ کسی شہر میں ایک سوواگر نہایت مالک تھا اور اُسکی یوروبیت خوبصورت تھی وہ ناجیکی ملک میں واسطے تجارت کے گیا اور سبھی اُس کے اُسکی بورونے بدکاری بیاناتک اختیار کی کہ سر ایک شخص کی مجلس ہر شب عجائب تمام رات عدیش غشت اور گذنے بجانے میں گتوانی بعد کئی مہینے کے اسکا شوہر ملائی اس باب بہت را لیکر لینے شہر میں کہا اور کسی جوبلی میں اُترا بعد پہر رات کے ایک صلالہ کو ملے اور کہنے لگا کہ میں آج بھی گھر نہیں جائیں سکتا اگر تو کہیں سے ایک عورت خوبصورت لے آؤ گی تو میں تجھے خوش کر دیں گے اور دن اشرفتی تجھے دو تھگا اور میں اُسے دو نجما یہ سنتے ہی وہ بڑیاں لوٹ گئی کہ یہ کوئی بڑا سوواگر ہے کہ ایک عورت کی خاطر تین اشرفتی کھو دیتا ہے آخروہ بڑیاں لائیج میں آگئی اور ہر کسی کو تلاش کیا غرض بہت سا ادھر پہنچ دھانڈھ کر جیران ہوئی جب کوئی رندی ہاتھ دکھنے کی تباخا قا وہ کہنی اُسی تاج کے گھر گئی اور اُسکی بی بی ہوئے لگی کہ آج کسی ملک سے ایک بڑا سوواگر بالدار آیا ہے اور خوبصورت بھی ہے اُس نے ایک رندی ہاتھ دکھنے کے لئے گھر تراجمی جا ہے تو چل صبح کو میں اشرفتی لیکر اپنے گھر آغرض دہ اُس والام کیسا تھے ہوئی اور اس سوواگر کے پاس گئی جو نہیں اپنے خاوند کی صورت دیکھی وہیں بھیان گئی اور جی میں سکھنے لگی کہ وادھی وادھی پر تو سیراہی خاوند ہے اب میں کیا کروں القصہ مل کر اُسکی اور کہنے لگی کہ اسے ہمسائے کے لوگوں دوڑا اور سیرا انفدا کر دیجوں پرس سے میرا خاوند سوواگری کو گیا تھا میں نہیں زرات اُسکی رہائش تھی اب جو بیہاں آیا تو اس جوبلی میں اُترا اور سیراہی پاس نہ گیا آج میں اُسکے آئینکی خہر سنگر کا پہ ہی آئی

ہوں اگر تم سیری داد کو بخچو تو بہتر ہے نہیں تو قافی کے پاس لش کرنے کی اور اسے چھوڑ دنے کی آخر ہے اس کے لوگ جمع ہوئے تباہ سے ان سے کہا کہ میں اُسکی جور و جہول افسوسی سیرا فادند ہے مجھے یہ اکبلا اس شہر میں چھوڑ کر سفر کر گیا تھا میں اسی غم میں مٹھوں پیہروتی تھی یا اسے آج خدا کے فضل سے میلانا فنا جلتے ہاگتے ہو آئے ہیں تو گھر میں گئے اور مجھ سویں دی بی ما محبت محل کو چھلدا کر غیر بدنحوں کے ساتھ عیش کیا جا پتے ہیں آج میں یہ خبر من کر خود آئی ہوں تم سب خدا ترم ہو المفاتیح کرو آخر اس سو دار کو ہر شخص نے سمجھا بھجا کر اُسکی بی بی سے ملادی اور یہ کوئی نہ سمجھا کہ وہ آپ ہی خوبی کی عائی تھی کہ جو دیکھا اُسی ہوت کی زبان آوری کے سبب سے ہوت نہ گئی خاوند کو اپنے گھر میں لائی جب طے نے یہ داستان تمام کی جست سے کہا کہ اُنھوں دوڑا نے میشوی کے پاس جادیز نہ کرو جوتتے یہ سنتی ہی چالا کہ جاؤ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بالک دی جانا اسکا اس دز بسی صرف رہا تب یہ بیت پڑھنے لگی اور سہ فہارب کر دئے گئی بیت کس طرح پیش سو شہب مثل دل آرام، ہر صبح ہے دلے یہ سیری گردش نام۔

مگر اسول میں ستان زیندار کی جمود و مل کر اپنی سخن آرائی سے نہ ملت اس اکھوائی
 جب سو صبح چھپا اور رات کے مکالمے جستہ بے اختیار زیارت زندروں نے ہوئی تھی پاس رخت یہی کئی ہو رکھنے کی کملے حرم راذن پھر کچھ اُسکی مفارقت سویا اسی پر مصلح جانے تو مجھے جلد رخت سے نہیں تو سیر کر کے ٹھیک ہوں اگرچہ جاتی ہوں جو کوئی عاشق ہے اُسے صبر سے کیا کام لے اغتیابی چاہتا ہے کہ ہر طرف سے اپنے تین اسکے پاس لہنچا لوں اور خوب سائے گئے لگ کر خطبوانی اٹھاؤں رہا باعثی دیکھوئیں تھیں کوب کس ایس سائیں، آنہکیں تو سفید ہوئے آئیں سائیں، دل یادیں دیدہ منتظر رہ سر راہ، ہوتھوں پہ ہر دم زیگان پر سائیں سائیں، طھوٹا کشکھا کر اے جستہ میں نہ جانتا تھا۔ کہ عشق اسکا یہاں تک تجھے تباہ کر لیجاؤ اور غم اُس کی جدائی کا اس عالت کو پہنچاوے گا حسن میں اس عشق کا یہ نہ سمجھا تھا دوں، تیرے غم سے ائے لگا مجھ کو ہوں۔ لیکن خدا کا فضل چل پیئے کہ اٹھ دل تھا لے اب آپ اپنے یار سے لینکی اگرچہ برا کی شب سیرے پاس رخت ہیں آتی ہے اور سیر کیا باہمی سُنکر شب امید کو ٹوٹوں اتی ہے پر عقلمندوں نے کہا ہے جو کوئی سوچ کر کام کرتا ہے وہ ہرگز پیشیاں نہیں ٹھاٹا ہے بلکہ ہمیشہ سرخور تھا جیسچو سے کہ اُس دیہقان کی بورے نے سوچ کر جو رکن کی تو کچھ نہ امت نہ کھینچی جستہ نے پوچھا کہ اسکا قدر کیونکر ہے حکایت طوڑا کہنے لگا کہ کسی دن لیکر ایک گخار کی بھرپا اپنے کوشے پر بیٹھی تھی اور اکب شخص زوجاں اسکو دیکھ کر عاشق ہوا اور عقدت نے بھی معلوم کیا کہ یہ بھپر شہدا بھاٹا ہے سوچی طلبی اور میے اور میے آخر اس مرد کو اشائے سے ملہب کیا اور کپدیا

کہ بعد آدھی ہاتھ کے تو اس درخت کے نیچے آکر بیٹھی رہنا میں بھی اپنے خادند کو سلاکر تیر پہاڑ سنگی
یہ کہہ کر اور اسے خدمت کیا احمد آپ اور ہر اپنے گھر کے کار و بار میں مشخون عینی جب آدھی بات تک دی جوان اُسکے
گھر میں اُسی درخت کے نیچے بیٹھوں ہا یہ عورت خدمت کو ستاچھوڑ کر دیں گئی اور اُسکے ساتھ سوریہ اتفاق آئے کہ اسکا
سرسری سیدہ قوت کسی کام کیوں اسلئے انھما اور باہر جانے لگا کیا اور کھتنا ہے کہ بیٹھی کی جو رہا ایک غیر مرد کی بسا نہ سوتی
ہے اس بات سے نہایت بھی ہے اُسکے پاؤں سے پازیب اُتار کر اپنے پاس کہی اور جی میں کہنے لگا کہ اس بذوات کو
خوب سی سترافذ نگاہ بعد ایک گھر میں کے اُس عورت کی ہوا سکھ کھلی تو کیا وکیتی ہے کہ پاؤں میں پازیب نہیں
اُسے بادی عقل سے معلوم کیا اک شاید سرسرے نے آنکھ سے یہ باجرادی کھا ہے لو رپازیب اُتار کر لیکیا اب صبح کی جیلنی
کیا ہو یہ سمجھ کر اپنے یار سے کہا تم اپنے گھر ہوا پھر کسی روز آگر جی ہا ہے گا تو نہ آئیو۔ یہ کہہ کر اُس کو درخت
کیا اور اور ہر اپنے خادند کے پاس آکر لیٹ رہی الجد ایک دم کے کہنے لگی کہیاں اس وقت گرم لگتی ہے
اُس درخت کے نیچے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے چلیے اور سورہ ہیئے آخر اُس بہلنے سے اپنے شوہر کو اسی جنت
کے نیچے لائی اور دلوں ملکر سورہ ہے جب اسکی سمجھ لگ کئی نب بچا کر کہنے لگی اجی سوتے کیا ہو انھوں نہ
ایک ناشا ذکھرو وہ بے اختیار رکھ بیٹھا اور کہا کہتی موت اُس نے کہا جیسا سیر اولیا تھا را بپ یہ کیا کہ
بیکراوں کی پازیب اُتار کر لے گئی اور مجھے نہ لگا کھلا دیکھا اُس نے کہا کہ خیر صبح کو میں انہیں سمجھا و دیکھا کہ پھر
ایسی حرکت نہ کرنا جب صبح ہوئی اپنے باپ سے محبتلا کر کہنے لگا با باغان نہ کو مناسب نہیں جہاں بھو بھیا
ساتھ سوتے ہوں وال جو اڑاں کو ایک حال میں بھجوں اُس کے باپ نے کہا کہ میٹا کو شعور پک پتیری
عورت کم بخت ایک سر کے ساتھ سوتی نہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہ پازیب پاؤں کی اُتاری
یہ بات سنتے ہی وہ اور بھی خھا ہوا اور کہنے لگا کہ نہ خواہ مخواہ میری وجود کے دشمن ہوئے ہو۔ میں جاننا ہے تو
اُس وقت گرمی کے اعت سے میں اُس درخت کے نیچے اُس کے ساتھ سوتا تھا لکھنم نے یہ حرکت کی چنانچہ
یہ سُنکر باپ اُس کا نظر مندہ ہوا طرف نے یہ فقدہ تمام کر کے کہا یلوں دیکھائی اُس نہیں کیا کہ تک
کی غیر کی دوستی رہی اور سر سے کو نہیں کیا آپ اپنی کی اچھی رہی اسے جستہ اب جلد جا اور اپنے
دلدار کو لگے لگا کد بالوں نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مغرب نے باتکی دی جانا اسکا اُس
رعیتی موقوف رہا اتب یہ فربڑا ہی۔ اور رونے لگی۔ فراد و مل کی شب گئی لگزد افسوس، آئی
پھر تحریر کی سحر افسوس، ۔

بامہونی و استان سوداگر ہجی لوٹھوال کی سوداگر ہجی شغال کی حکمت کے رسواں سمجھی

جب سوچی جھپتا اور دات ہوئی تب جستہ آنکھوں میں آنسو بھرے گریبان چاک کے سینے پر سوز سے طے کئے

پاس رخصت لیئے گئی اور کہنے لگی اسے عقلمند ہی تیری دانائی پر نہایت اعتبار کرتی ہوں اسی واسطے ہرات تیرے پاس آتی ہوں تیری تدبیر کے فاری اور دانائی کے صدقے اور وفاداری کے قریب اسچ مل اُمنڈ آتا ہے اور سینہ پھٹا جاتا ہے کیونکہ اپنے شیش اُسکے پاس پہنچاؤں اور کس طرح اُسے اپنے گلے سے لگا دیں فرم جاتی عشق جی جاتی ہے ماہر بلا جمل، ہی بہ آتی ہے ما۔ اب اگر مجھے خدمت کر کے گا، تو کب کرے گا۔ اور اب اہانت نہ سکا تو کب دیگا۔ تیری مت کرنی ہوں اور اس تدبیر میں پھر انی ہوں فرمادے ہے چھوٹے لَکس طبع تدبیر میں رہیے بہادر آئی ہے کیونکہ غاذہ زنجیر میں رہیے گا خدا کے واسطے پھر ایسا مجب بتلارکھ کے باعث جلد ملتا ہو۔ طوٹا کہنے لگا کہ اسے خجڑت یہ ختم تیری امیر لے دل میں ہے اور میں جب تک جیتا رہوں گا۔ یعنی کہ اسی میں رہیں کہ اسی کس شیب تجھے خدمت نہیں کرنا ہوں۔ کہ تو محبوب کے پاس نہ جا۔ بلکہ تو آپ ہی نہیں جاتی اور میسری ہاتوں میں رات گنوتی ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بھید تیرا گھٹے اور بھجا اُس کا لوگوں میں بڑے تجھے ملی حکمت سکھا دیتا ہوں کہ جیسے ایک گیدڑ نے کسی سودا گزی کو کتنا چھوٹا اُس کے سبب وہ رسوائی سے نجی ہمی تباختتے نے پوچھا۔ کہ اس کی کہانی کیونکہ ہے جیاں کریں تھی۔ کہ اُس کے سبب وہ رسوائی سے نجی ہمی تباختتے نے پوچھا۔ کہ اس کی کہانی کیونکہ ہے جیاں کریں حکایت طوٹا کہنے لگا کہ نی شہر میں ایک نہایت عالیشان اور دلمند تھا۔ اور میا اسکا کر منظر اور بدشک اور احمدی تھا جب وہ رکا باخ میگا تاب اُسکے باپ نے کسی سودا گر کی بٹی سے بیاہ کر دیا ہوا رکی نہایت خوبصورت اور جوشیا اس اور عقلمند گانے بجائے میں بھی نہایت شفیوار تھی۔ الفقا وہ عورت کی سات اپنے کو شے ہر یعنی تھی۔ اور ایک شخص دریوں کے تھے خیال گرا رہا تھا۔ عورت کا دل سنتے ہی آدنہ ہے اُس کی آگبا اپنے کو شے سے اُتر اُس کے پاس چاکر کہنے لگی۔ کہ اے شخصل میرا خاوند نہایت بعدت اور احمدی ہے تجوہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے ساتھ مجھے کسی ملک کوے نکلے جب تک میں یعنی رہنگی تیری فرمانہواری کر دیں گی۔ آخر کار اُس نے بھی اُس کی یہ بات قبول کی اُسی گھوڑی اُس کو اپنے ساتھے کر جھکل کی ماہلی تقویٰ دوچاکر ایک تالا ب کے کنکے پر کسی درخت کے نیچے دونوں آپسیں لپٹ کر سوئے بعد ایک گھوڑی کے وہ مردوں ان چونکا اہو اُس عورت کے مبن کا تسامنہ ہو رہا تھا ایسا لوگ چلتا ہے ترا نظر یا اس عرصے میں کہیں اُس نسبت کی جو آنکھ کھلی تو نہ ہمیں میں گھنا دیکھا اور نہ لستہ ہے یا رپایا تب اُنکو یقین ہوا کہ اُس دن بازنے ہوتے دغدھکی پھر یہ میان ہو کر کہنے لگی کہ یا یا ہلی صاف کر ہمیری تشبیہ میں نے جو کیا سوپایا اتنے میں صوبوگی تب اُسی تالا ب کے کنکے متفرک ہو کر جا کھڑی ہوئی کہ ایک گیدڑ نہیں میں ایک ہڈی نے تالا ب کے کنکے ایک محفل جو دیکھی تو ہڈی منہ سے پھینکدی اور اسپر دوڑا محفل اُسے دیکھ لکھنیں ڈوب کی تب وہ گیدڑ اُس ہڈی کو لینے آیا تو اُسکو ہمیں نہ پایا کیونکہ اُسے کٹا

لیگیا تھا اس بارے کو دیکھ کر وہ عورت غوب ہنسی اور کہنے لگی کہ کیا خوب ششہور ہے جو آدمی کو چھوڑ کر ساری کو جائے تو پھر ساری ملے نہ آدمی پائے یہ سن کر اُس گیدڑے پوچھا بی تو کون ہے جو اُس وقت چھوڑ دیں ایسیں اس تلالب پر کھڑی ہے اُسے اپنا مناسب احوال اُس شخال سے کہا اُس کو اُس کے حال پر حرم آیا اور کہنے لگا کہ بی بی کچھ انہلیشہ مت کر ملاج یہ ہے کہ اب تو یہاں سے دلوالوں کی طرح ہٹھتی اور روتی لپٹے گھروں یا جاوج تھے اس حال سے دیکھیا رحم کر لیا اور کچھ نہ کہا گی آخر اس رندھی نے موافق اُس کی تدبیر کے اپنا اوال بنایا اور وہی سے دلوالوں کی طرح شروع فل کرتی ہوئی اپنے گھر گئی اُس چیز کے باعث کی نئے اُس کو پرانہ جانابکھہ ہر ایک اُسکو دیکھ کر اُس نے لگاٹوں میں پر کہانی تمام اُس کے خستت سے کہا کہ یعنی معتقد اچھا ہے جلد ہا اور اپنے محشوں سے مل کچھ انہلیشہ نہ کر خدا انکرے الگ کوئی مشکل تیرے آگے آئیں تو ایک ایسا جبلہ سکھا دوں گا کہ وہ مشکل آسان ہو جادے گی اصرتی حوصلت رسی گھستتے نے سنتے ہی جا کہ جادے کہ اتنے بیس معنی ہوئی اور سرغتے بالگ دی جو اُس کا اس بوز بھی قوف ساتھ چڑو پڑی اور دینے کی فرم مات کا پیغ ہوا نسخا ب مراد مل لاصبح آذتاب مراد

تر ہوں سارتاں شیر اور بہمن کی کہ بہمن طمع کر لے جان سے مارا گیا جس سورج چھا اور شام ہوئی جو گستہ بیقراروں کی سی صورت بنائے طوٹے کے اس حصت یعنی کی۔ اس کہنے لگی کہ طوٹے معلوم ہوا تھے میرے در کی خبر نہیں جسمی ہیری باتیں باڑا دیتا ہے اور ادھر ادھر کی بھوٹ سچ قیقدہ کہانی ستلکراتا ہے نہیں باتی کہ تھے اس سے کیا حاصل ہے طوٹے نے کہا کہ اے کہ بالخوند کے چاہتا ہوں کہ تو جلدی کیں اسکے پاس چالے اس اس سے گھسے لگافے تو آپ ہی نہیں جاتی اور دیر کرتی ہے اس میں ہیری کچھ تعمیر نہیں فردیں اسکی خوشی ہے مجھے قتل کیجیے پران تو ہے یہ کہ ہیری کچھ خطا نہیں، خیر بستاب جا اور اُس سے ملاقات کر کے جلد پھر آپ ہے یاد رکھنا کو ہے اسی ہیری کی طمع نہ کرنا کیونکہ لائیج بہت بڑی بلبے اگر طمع کریں تو یہ رایبی ویسا ہی حال ہو گا جیسا کہ اُس بہمن کا ہڈا تھا جستے نے پوچھا کہ اُسکی نفل کیونکر ہے بیان کر دے۔

حکایت طوٹا کہنے لگا کہ اسی شہر میں ایک بہمن نہایت الدار تھا اتنا قادہ مغلس ہو کر اور کسی ملک میں مال پیدا کرنے لگیا تاگاہ کسی روز ایک چھوڑی میں جا پہنچا اور تلااب کے کنائے پر دیکھا اے ایک شیر کھڑا ہو رہا کہ بیکا ایک لومڑی اور ہر بی اس کے آگے کھڑی ہے یہ بہمن متفرگ ہو کر در کے مارے دیں کھڑا ہو رہا کہ بیکا ایک لومڑی اور ہر بی کی نظر میں پر جا پڑی ثب اسے میں سوچ کر دیہ بولیاں بوئے لگیں کہ لگرا اسکو شیر دیکھیا تو ماری ڈالے گا ایک الی بی مسلح تھی جی کہ جسے باعث سو اسکو دہنے مارے

بلکہ العام نے ہے بات تھیہ رکر شیر کو دعائیں دیکھ کر کہتے تھیں کہ سخاوت آپ کی بہانگ متشہد ہوئی ہے کہ آج ایک بڑھن کچھ مانگتے آیا ہے اسے تھا بند ہے سامنے کھڑا ہے شیر نے سر اٹا کر دیکھ اور خوش ہو کر اُس بڑھن کو آگے بلا بایا اور نہایت رحم کھایا اغرض ندو زیور ان لوگوں کا کہ جنہیں مارا تھا سب اُس بڑھن کو بخشنا اور ہر بانی سے رخصت کیا تھا وہ بڑھن بہت سالاں لیکے گھر گھینا اور مزے سے گزارنے کے لگا بود ایک ملت کے پھر والا بچ ہوا تودہ بڑھن اجل گفتہ پھر اسی شیر کے پاس آگئی اس وقت اس کے سامنے بھیڑی یہے اور کستہ کھڑے تھے اُس بڑھن کو دیکھتے ہی خوش ہوئے اور شیر سے کہتے لمحے کریہ آدمی کتنا شوخ احمد ڈھیٹ ہے کہ آپکے طلب کئے ہوئے دوبو آتا جاتا ہے اور خطرہ اپنی جان کا نہیں کرتا اس بات کے سنتے ہی شیراگ ہو گیا اور اپنی جگدے سے اچھل کر ایک ہی مٹاچھتے اسکا کام تمام کیا طوطے نے یہ نقل تمام کی اور کہا کہ اسے خجستہ اگر وہ بڑھن لیجئے تو کتنا وجہ نہیں کیوں مارا جائیا یقین ہے جو لونج کرنا بھاوس بلایں پوچھا گیا خیزاب بہرہ راست باقی ہے جلدجا اور اپنے معشووق سے بل اور اتنی رات علیش دعترت میں بس کر خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جا گئے اور اُسے گلے لٹا گئے اتنے میں پوچھی اور صبح ہوئی مرغ نے باگ کی دمی جانا اسکا اُس روز بھی موقف رہا تب یہ بیت پڑھے اور لعنے لگی بیت
وصل کی شب کو کیوں گذاتی ہے ۔ اس سحرکس لئے تو آئی ہے ۔

چوہو ہولی داستان کہ ملی چوہوں کو مار کر منفعت ہوئی ۔

جب سورج چھپا اور جانکھاں جھٹے گھنرا جوڑا ہیں اور ہتھ پاتے سے اپنے ہیں آرامستہ کر طوطے کے پاس رخصت لینے لگی اور اُسے منفرک دیکھ کر کہتے لگی کہ اے جی کے خوش کرنے والے آج کیوں علیجن ہے اور اس قدر کیوں اندر لیشہ کرتا ہے طوطا کہتے لگا کہ اسے کہدا نہ مجھ کو تیرا غم ارے ڈالتا ہے اور یہی اندر لیشہ کھاتے جاتا ہے ۔ کہ تو ہر ایک شب ہیرے پاس رخصت لینے آتی ہے اور میری ہانوں میں صبح ہو جاتی ہے ۔ ایسا شہو کہ یا کیک تیرا خاوند آجائے ۔ اور تو نہ جا سکے اور نہ جانے کے باعث پیشمان ہو ماند اُس بل کے کہ جس نے چوہوں کو مار کر الغعال کھینچا خجستہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ اسے طوطے جو ہے بل کی خراک تھی تجھ پر ہے کہ بلی چوہوں کے مارنے سے پیشمان کیوں ہوئی ۔ کچھ اس کا بھید میں نسبمی بیان کرو ۔

حکایت طوطا کہتے لگا کہ کسی بیابان میں ایک شیر ایسا بولڑھا رہا کہ تا نقا کہ بلا صاپے کے باعث اُسکے دانتوں نے جڑیں چھوڑ دی تھیں اگر وہ کبھی کچھ گوشت کھانا لوار لیثہ اسکا دانتوں میں اٹک رہتا ۔ اور اُس جھکل میں چھی ہے بھی رہتے تھے جب وہ شیر رات کو سوتا تب ہر لیک چڑا آن کر اُس کے

مسوڑ ہوں سے بیشہ گوشت کا چینچنا اور وہ گوشت نکال کر کھا جانا اسی سبب سے اُس کو اذیت ہوتی اور وہ چونکہ پڑتا آخر اُس نے اور اور جانوروں سے کہا کہ تم کچھ لیسی تدبیر کرو کہ یہ چہ ہے مجھے تکلیف نہ دیں اور یہ چین سے سوپا کروں تب عمری نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضرت سلامت بل آئی خاص رعیت ہے اُسکو پاسانی کی خدمت دیجئے اور آپ منے سے تمام رات اکرام کیجیے یہ بات لومزی کی شیر کو خوش آئی اور ملی کو بلو اکر خدمت کو توالی کی دی وہ اپنی خدمت ہے مستعد ہوئی چہوں نے بیٹی کو دیکھا تو جگل کار اس نہ پکڑا اب شیر نے اپنی حاضر غواہ رات کو اکرام کیا اور ملی کو سرفراز فربا پر وہ ملی اپنی دامائی سے اُن چہوں کو دوسری سے دھماکایا کرتی اور کبھی کسی تو بچہ کرنے کھاتی کیونکہ یہ جانتی تھی کہ اسیں کی بدولت مجھ کو یہ خدمت ملی ہے اگر ان کو کھا جاؤں گی تو شیر کو مجھ سے کچھ سہر و کارنڈ ریکا دو خدمت چھین لیگا۔ اس بات کو سمجھ کر وہ اپنے اور پر فالہ قبول کرنی اور ان میں سے کسی کو نکھلنے ایک دن خدا نے اُس کی عقل گنوائی کہ وہ اپنایا بھی شیر کے پاس لا فی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ اسچ بیں کسی کام کو کہیں جاتی ہوں اگر حکم ہو تو اپنے بچے کو چھوڑ جادوں کل صبح کو پھر حضور میں حاضر ہوں گی۔ یہ بات اُس کی شیر نے پسند کی اور اپنی خوشی سے رضاہی ملی اپنے کام کو گئی اور یہاں اُس بچے نے جس چہے کو دیکھا تو سہر ایک پوچھے کہ ہوا پایا تب اپنا سر پہنچ کر کہنے لگی کہ ملے دوسرے دن صبح کو بی نے جو آکے دیکھا تو سہر ایک پوچھے کہ ہوا پایا تب اپنا سر پہنچ کر کہنے لگی کہ ملے بدجنت یہ کیا کیا جو تمام چہے مارڈاں لے انہیں کے سبب سے یہری حرمت نہیں بچ کر کھاتا نہ کس داسطے چلتے وقت مجھ کو منع نہ کیا عاصی کلام یہ ہے کہ وہ بچتائی اوپشیان ہوئی یہ بچہ شیر کے پیاری کہ اس جگل میں چہے کا نام نہیں تب ملی کو اُسے جو ابھی اور کو توالی سے معزول کیا طوٹے نے بیاستا نام کر کے کہا کہ لے کد بالتو نہایت کاہلی کرتی ہے کہ اتنی دوسری عاتی توہر ایک بات مفت ہی گنوائی ہے میں ڈرتا ہوں کہیں تیرا شوہر نہ آجائے اور اُسی ملی کی طرح تو بھی خفیف ہو جستے یہ سنتے ہی چاہا کہ جا فس اتنی میں صبح ہوئی اور باغ نے بالگ وہی جانا اسکا اس روز بھی ہیوقن رہا تب یہ بیت پڑھی اور سدنے لگی بیت وصل کی بات مفت کھوئی ہے۔ اسے سحر کس لئے تو ہوئی ہے۔

پندرہویں اسٹان شاہ لوہینڈک کی کہانی فورم پر ایڈ اپنیجا نے سماں پرہیان تھا
 جب سورج چھپا اور چاند نکلا جنتہ پرے بدل اور بہت سا ہلکا ہن طریقے اس رخصت نے ہی اور کہنے لگی کہ اسے طوٹے میں تھے بہت غافل جاتی ہوں اور تیری مصلحت نہایت نیک سمجھتی ہوں۔ لیکن مجھے بچہ سے حاصل نہیں ہوتا کہ تدبیریں بتاتا کہ جس کے باعث اُنکے بلوں اور اپنے مقصد کو

پہنچوں آرچہ اس کام میں پیر ہوتی ہے طوطا بول لائے جختے میں اسی تدبیر میں ہوں تو خاطر جمع رکھ کر میں مجھے تیرے بارے پاس پنچائے دیتا ہوں اسے بی بی غافل اُسے نہتے ہیں جو اپنا آغاز و انجام نہ سمجھتا ہو اور جو لوپنے نیک و بد پر نظر نہیں رکھتا ہے وہ آخر پیشیمان ہوتا ہے جس طرح سے کہ شاہ پورے نے اپنی قوم کا کہنا ز ما اندر شرمند ہوا جختے نے پوچھا کہ شاہ پورے کون تھا اُسکا فقہر کیونکر ہے بیان کر،۔

حکایت طوطا کئی لگا کہ عرب کے ملک میں ایک گھر انداز نہماں میں بیٹت سے مینڈک ہتے تھے فراہ پور نام ایک مینڈک انکا سردار تھا جب وہ مینڈکوں پر بہت ستم کرنے لگا تھا وہ سب گھبرا گئے اور اس میں سیخوں کے کھنے لگے کہ ہم سکے ہاتھ سے عاجز آئے ہیں اس کو موقوف کر کے ایک اس مینڈک کو بیٹھی قصہ سے سوار کیجیے یہ بات مقرر کر کے اُن مینڈکوں نے اسکو تعمیل کیا اور وہ سرکو سردار کیا وعہ بیان سے ناچار ہو کر ایک سانپ کے مل کے پاس گیا اور اسے اہستہ لیتے لگا سانپ نے مل سے ستر کلا اور مینڈک کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ اے احمد تو ہیرا اکھا جا پکیوں اپنی جلن۔ میرے پاس کیا ہے مینڈک نے کہا کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور مغلانے کتوں پر ہتا ہوں تمہارے پاس اپنی قوم کی فریاد لایا ہوں کہ داد پاؤں اور ہمودی کو پہنچوں سانپ بیٹت خوش ہوں اور اسکو کلا اور دیکھ کرے لگا کہ وہ کتوں مجھے دکھاتے کہیں وہاں بجاوں اور تیرا بیٹا اُن سے لوں آخر سانپ اور فیکر یا ہم اس کتوں پر جا پہنچ اور اسے اندر اُتر گئے سانپ جب کلتے والوں میں اُن مینڈکوں کو کھا پکا تاب اُس سے کہنے لگا کہ آج میں نہایت بھوکا ہوں کچھ لسی تحریر کر کہ جس سے میرا بیٹ بھرے تباہ ہو دما اور نہایت پیشیمان ہوا کہ میں نے یہ کیا کیا کہ اس سانپ سے مدد چاہی اور برادری کو پیرا کیا خیراب جو ہوا اس سو ہوا یہ کہ کر سانپ کے کہا کہ اب آپ اپنے گھر کو سدا یعنی سانپ نے کہا کہ میں تجھے نہیا چھوڑ کر نہ جاؤ لگا تاب شاہ پورے کیا کہ ایک اور لکنوں یہاں سے بہت نزدیک ہے اور اس میں بہت سے مینڈک ہتے ہیں اگر کہو تو اُن کو بھی کسی مکرو فریب سے یہاں لے آؤں۔ یہ بات سانپ نے بہت پسند کی اور اُسے رخصت کیا غرض وہ مینڈک اس بھانے سے اس کنوبیں میں سے نکلا اور کسی تالاب میں چاکر چھپ رہا آخر سانپ کئی دن اُس کی راہ دیکھ کر کنونیں میں سے نکلا اور اپنے گھر جلا گیا۔ طوطے نے یہ فقدہ تمام کر کے کہا اے جختہ ابدی ریمت کر شتاب جا اور اس سے مل جو میں اُس نے چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور فجر کے جالور بولنے لگے۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب اس شعر کو پڑھ کر آنکھوں اس سو بھر لائی۔ شعر اس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب اس شعر کو پڑھ کر آنکھوں اس سو بھر لائی۔

سولہویں واسستان کے سیاہ گوش نے مکر سے ہندر کو ملاک کروادیا اور تین تیر فتحی سے شر کام کان لے لیا

جب آنتاب چپا اور ہاتاپ نکلا جستہ کپڑے بدل کہنا پہن منہ بنائے اور ٹیوری چڑھائے حصہ
پس طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اس طوطے میں ہر ایک شب قمرے پاں رحمت لینے آتی ہوں
اور عالت اپنی بیقراری کی دھناتی ہوں کچھ کہانی ملنے نہیں آتی ہوں جو تو ناحن میرا سفر پر ملتے اور
جھٹٹوٹ کے قفتہ رہتا ہے۔ مغل شہر ہے کہ سخی سختمان پر تراستے جواب مطہوا البارکتے
کہد بالو میری بات سے کچھ تیر انقصان نہ ہو گا بلکہ ہر ایک سخن فلکیوں بخت ہے۔ بہتر ہے کہ آج جلدی
جا اور اپنے محشوں سے ملاقات کر۔ اگر کوئی دشمن وہاں پہنچے اور تجھے شرمند گرے تو کوئی سیاہ گوش
کی طرح کرے ایک حیلہ کرنا اور اپنی بات بنانا جستہ نے پوچھا کہ اس سیلہ گوشی کی کہانی کیونکہ ہے بیان کردः
حکایت طیطا لکھنے لگا کہ جنگ میں ایک شیر ہتا تھا اور ایک بند اسکا حصہ احمد تھا تھا تھا تھا تھی
مکان کو جہاں امور بند رکوانی ہے اس کے لگا جب تک بیان نہ آئیں تب اگر نہ اس مکان سے
خبر اور ہمہ اور کسی لوگوں نہ آئے دینا۔ بعد کچھ دن کے ایک سیاہ گوش نے اس مکان کو لے لیا
اور وہیں رہنے لگا اس دام سے کہہ کر بھاگ کر کہتے لگا جب تک بیان نہ آئیں تب اگر نہ اس مکان سے
یہ مکان شہر کا ہے تیری کیا قدرت کو تیہہ حکماں کے لیا رہے یہ بات اچھی نہیں تب سیاہ گوش
نے جواب دیا کہ یہ مکان یہ مرے پاپ کا ہے میں لے لیتے باپ کی یہ راث میں پایا ہے تجھے خبر نہیں اور
اگر یوں بھی ہے تو تجھے کیا آگ جانے لواہ جانے اور دعویٰ کرنے والے کی بلا جانے یہ بات سنکر
بند رچپ رہا اور اپنے جی میں کہہ لگا کہ مجھے کیا جو کوئی جھیسا کرے گا ولیا پاوے گا۔ پھر سیاہ گوش
کی مادہ نے کہا کہ یہتر ہے کہ اس جگہ کو جھپڑوں کیونکہ شیری برابری وہ کرے جو اپنی جان دیجے
تب سیاہ گوش نے کہا کہ اسے مادہ جو ہوت تدہ یہاں آئے گا ایک جملہ کر کے اس کو اس
جگہ سے مال دوں گا تو خاطر جمع رکھ کر جوڑا ہے نہیں القصہ بعد کئی دن کے شہر کے آئے کی خبر معلوم
ہوئی بند پیشوائی کے لئے گیا۔ اور سیاہ گوش کے احوال سے آگاہ کیا اور کہا۔ میں نے اس
کو منع کیا تھا کہ اس مکان میں سرت رکھوں گہرے شیر کے رہنے کا مکان ہے اگر تو یہاں آہنگ
تو تیرے حق میں یہاں کا رہنا بہت بڑا ہے۔ تب اس نے یہ جواب دیا کہ یہ مکان بیس نے اپنے
باپ کے دشیں پایا ہے۔ کچھ شیر کے دادے کا ہنسی ہے جو جھپڑوں اور اس پاپ جگہ کی خاطر جیں
پھر دوں۔ یہ میں کے اس نے کہا کہ اسے موزی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیاہ گوش

نہیں بلکہ مجھ سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہے جو الی بید میرا کات کہتا ہے نہیں سیاہ گوش کی قدرت کیا جاؤ
میری جگہ چینے تب اس نے کہا کہ نہ صاحب مجھے اپنے خدا کی قسم وہ اجل اُرفتہ سیاہ گوش ہے کوئی جانور
نمیں طاقتور نہیں الگ اس پر آپ کی ایکس فراہمی آنکھ پڑی تو اسکی جان ہی نکل جائے گی آپ
چل کر اسے دیکھنے میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں جو آپ سے کچھ کھوئے ہوں تب اس شیرنے کہا کہ اے
بندہ خدا برحق ہے یہ کیا کہتا ہے اکثر جانور ایسے ہیں کہ وہ دیکھنے میں چھوٹے اور شجاعت اور قوت میں
مجھ سے بڑے ہیں۔ شاید انہیں میں سے وہ بھی ہو۔ یہ کہہ کر ڈستے ڈرتے اپنی جگہ کی طرف چلا
اور سیاہ گوش بھی اپنی مادہ سے اس کے پہنچنے سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ جس وقت اس جگہ شیر
پہنچے تو اپنے بچوں کو گزلا دینا اور اگر میں پوچھوں کہ کیوں رفتے ہیں تو تو کہنا کہ آج یہ تانہ گوش
شیر کا مانگتے ہیں۔ باسی نہیں خاتے القعدہ جب شیر اس مکان کے قریب پہنچا تو بچوں نے
روز نامشروع کیا سیاہ گوش نے پوچھا کہ یہ کیوں سور مجاتے ہیں۔ مادہ نے کہا کہ یہ مبعوث کے ہیں یہ گوش
بولا کہ میں نے کل ہی اتنا گوشت شیکلا دیا تھا کیا اس میں سے کچھ باقی نہیں، تب اس کی مادہ نے
کہا جتنا بچا تھا سو وہ رکھا ہے پر یہ تازہ مانگتے ہیں۔ تب اس نے بچوں سے کہا کہ تم قدرے
دم لو اور فاطر مجھ رکھوں نے منٹھا ہے کہ آج اس جنگل میں بہت بڑا شیر آیا ہے۔ الگ یہ سچ
ہے تو انشاء اللہ تھا لے ابھی میں اسے مار لانا ہوں اور نہیں مزے سے پیٹ بھوکھ کر کھلاتا
ہوں شیر اس بات کے سنتے ہی یہ اختیار جی پھوڑ کر بجا گالہ ہیں اسیانہ ہو کہ جس مجھے پہنچے گئے اور
پہنچے بچوں کے تین کھلاشے اتنا سمجھا کہ سیاہ گوش ہے اور بندہ سے کہا یہ یوں ہیں نہ کہتا تھا کہ وہ سیاہ
نہیں بلکہ کوئی والونور اور ہے جس نے یہ راگھوہیں بیا ہے بندہ نے کہا اے شیر وہ مجھے فریب دیتا ہے مت
ھد کہ نہایت نگزرو اور چھوٹا بامالو ہے شیر پس نکلے گھر کے پاس آیا اور سیاہ گوش کی مادہ نے پھر اپنے
بچوں کو رُلایا اب اسکے زرے پوچھا کہ اب کیوں بچے غل مچاتے ہیں تو کوچپ کر اے البتہ آج شیر کا گوشت
ہر سبے ہاتھ لگیں کہ ایک بندہ سیرے دیکھوں ہیں ہے وہ مجھ سے افرار کر گیا ہے اور قسم کھانی ہے۔ کہ
یہ آج کسی کسی طریقے سے شیر کو تیرے پاس لے آتا ہوں یقین ہر کو وہ اسکو کسی فریبے لا دیتا۔ ایک صم تو قف
کر انکو سمجھا چکے کیا کر کرست بیوکہ وہ اواز سنکر کا اور گاہشیر نجومی یا بات سی دیں اس بندہ کو پھر
ڈالا اور بھاگ لگیا پھر اور ہر منہ نہ کیا طریقے نہ یہ کہانی تمام کر کے کہا کے خجستہ آج ساعت نیک اور
اچھی ہے اور وقت نیک، تو جلدی جا اور یہ میشوں سے مل جستہ یہ تھی اٹھی اور چاہا کہ جاوے اتنے
میں سچ ہوئی اور مرنے لگا۔ جانماں کا اس نوزی بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھی اور آب دیدہ، ہوئی

بیت پانچھالے کا دال دن کو نہ ہے رات کو ڈھپ دیجئے کہی بے آن پڑی بی اتر بے ڈھپ ستر ہوں گی اسٹان نے زیر رہنے کی باف کی لاسکی قسمت نے افقت نہ کی چار ہوکھ میں ڈھپ جو طے جب آفتاب چھپا اور فتاب کلا نجمتے بعد پریات کے غاصی بوشک پن اور اپنے جواہر سے بن گئی ڈھپ کے پاس رخصت دینے لگئی اور ہے لگی اس طبقاً کٹت سے میں تیری نعمتیں مانی ہوں اور باقی سنی ہوں لیکن مجھے کچھ دستی سے حصول نہ ہوا طوطاً بولائے کہ یا تو مجھ پر کیوں غصب ہوتی ہے میں تو ہم شب تر عزیب دیتا ہوں کچھ میری خطاب ایں تیری قسمت بڑی ہے جو جھٹتے بُائی کرنی چھپ جمع سے فریز کے طالع نے نہ رہے میں موافق ترکی خجستے نے پوچھا اوسکی نقل کیوں کرو ہے بیان کردا۔

حکایت طبلائیجے لگا کہ کسی شہر میں زیر نامی اکٹھنی کی پڑھنے نکلتا تھا اور ابکدم اعلام سے اندر نہ اٹھتا تھا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا اور وہا کچھ اپنے والا اسکا اکی وعدت تھا ایک جنہوں میں اسکے لگھر گیا اور اسے دیکھا گمراہ اسکا زار اور زیور اور بال و اسباب کے دلخندیں کیطھ بھر لے ہے جیزاں ہوا اور اپنے جی بیں کہنے لگا کہ میں کچھ اکابری دلخندیں کے اور قابل بلوشا ہوں کے مبتا ہوں کیا سبب کے کہ مجھے روئی بھی بیسرا نہیں لوار اس نندہ باف نے اتنی دولت کھیل سکے پیدا کی اس نکری میں اپنے گھر آیا اور اپنی ہجرت سے کہنے لگا۔ کہ میں اب اس شہر پر اسلام ہیں رہوں گا کیونکہ میاں کے لگن میرا قدر شہری جانتے اور میری ہماری جوگی کو کوئی نہیں سمجھتا۔ لازم ہے کہ کسی اور شہر میں ہاؤں کہ دہاں میرا کسب چکھے بیت میں کہنے لگی بیت یہی بخت گریاں سے لیجاوے گے۔ تو کیا خاک داں سے کمال و کے پھر سمجھانے لگی کہ اپنے شہر کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے کہیں بنت جاویری قسمت میں ہے سو یہیں لمبیا اور اس سے زیادہ کہیں ولیکا القعدہ اس نے کمانہ اناکسی طرف چلا گیا العاد ایک شہر میں جاہنہ خاہت میں تک دہاں اپنا کسب کرنا رہا جب بہت صاری پیدا کیا تب لگر کی رہا ایک بات کہ عجائب کے اُڑا اور آوری بات تک جلا گا آخر ماحی نہ فیند کے سو گیا کہ ایک چہر آیا اور تسلیم ہو گوں کی لیگیا نبیری بھی ہو گیا اور اس کے پیچے دوڑا جب اسکو نکل دیا تھا رہا اسی شہر میں گیبا جب بہت سارو پری پھر جمع کیا تب لگر کو رواز رہا پھر بات آئی کسی جگہ اتنا اور بال کی ہر چیز احتیاط کی لیکن اسکو نہیں ہو ریگیا تاب اس غریب نے اپنے جی میں کہا کہ زیری قسمت میں نہیں ہے اس بدبے چوڑے جاتا ہے آخر خالی ہاتھ اپنے لگھر گیا اسی احوال اپنا جرد سے کہا اس سے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ لفیب کے سوا کسی جا کچھ نہ پا گیا۔ کہنا میرا تو نے میں اور سفر کیا جعلکیا فاہرہ پاپا۔ زیر شرم و ہوا طوطاً میں نے یہ قلم

کر کے خجتہ سے کہا اب دیر مبت کر جا پئے عشقوں کو بگلے لگا جستے نے یہ سننے ہی چاہا کہ جاتے اور اسے اپنے سینے لگاتے اتنے ہیں فخر ہوئی اور مُرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب پیریت پڑھ کر رونے لگی بیت شب اپید ہو گئی آخر روز فرقہ نے پور دکھایا یمنہ اٹھا توں چارہ باونگی کہ ایک اہم ناوانی سے پہلیں ٹوکرے کھر بھی

جب سونتھ پہاڑ پر جلتے پر سونتھ کیں ہیں بھری ہوئی طوطے کے پاس تھی اور کہنے لگی اے سیز پوش طوطے میں عشق کے غمے سوئی جاتی ہوئی اور قبر ایک شب پیری نصیحت اور گلتوں میں کھو چکا ہے فرم نصیحت کی یاتیں نہ مجھ کو سنا نا ہیں میں عاشق ہوں مجھ کو نصیحت سے کہا، مٹا کہنے لگا اے جختہ یہ کیا کہتی ہے دستوں کی بات اتنا چاہیے کیونکہ وہ کہنا دستوں کا ہیں اتنا وہ خواب ہوتا ہے اٹھیمانی میپنچا ہے جس طرح سے ایک شخص نے دست کا کہنا انہا اٹھیمان ہوا جختہ نے کہا ہمیسے ایچے طوطے میں تیرے صدقے وہ کوئی نقل ہے بیان کرو۔

حکایات مطہارہ الکھ کسی شہر زیر ہمار یار الدار نے اتفاقاً وہ چاروں مفلس ہو کر ایک حکیم کے ہاں منع کر ہر ایک سے اپنا اپنا احوال اُسکے آکے فلہرہ کتاب حکیم کو بھجے اور پر حکم آیا اور ایک ایک مہر کھینچ کر چاروں کو دیکھ کر کہا کہ یہ ٹھہر ایک اپنے سر کو کھو لواہر چلے جاؤ جسکے سر کو ہر احمدگہ گرسے دہ اسکے کو کھو دے جو اسیں ملکے وہ اسکا حق ہے آخر وہ جاںلہ سر ایک بھر ہر ایک طرف کو چلے جب کئی کوس کے ایک کے سر کا ہر اگر اسے سنبھال جائیں سر پر یہ ٹھہر ایک طرف سکھ کر میں اس تابے کو سونے سے ہتر سمجھتا ہوں اگر تمہارا جی چاہے تو یہ رے ساتھیہل رہو ہاں ہوئے کہنا اُس کا نام العاد اگے بڑی ہے شخوڑی دو گئے حصے کہ پھر دوسرا گھنٹہ کو تکا ہر اگر اسے جو زمین کھوئی تو رہیں کھلا تب سنے ان دھنوں سے کہا کہ تم ہمارے چارس ہو یہ پریمہت ہے زندگی گزر جائیں اسکو پینا ہی سمجھو انہوں نے اسکا کہنا اندا اور آگے بڑی ہے کہ یہ رے سر کا ہر اگر اسے نہ ہجھی نہیں کھوئی تو سونا تھا تب خوش ہو کر جو تھے سے کہنے لگا کہ اس سے اب کوئی چیز یہ تشریف نہیں ہیں اسے کہا میں گزر جاؤ ٹھہر کی کھان پاؤ ٹھکا ہیاں کیوں رہوں یہ کہکر آگے چلا قریب ایک کوس کے پہنچا تب اس کا جھی ہر اگر اسی طرح جو اس نے بھی جگہ کھوئی تو لوہا تھا پیالت دیکھ لہرایت شرمند ہو اس کا پہنچی ہے کہنے لگا کہ میں نے کیوں سوئے تھہڑے اور اپنے ڈال کا کہنا نہ انتیج ہے فرم سخن دوست کا جو نہیں ہائے اسے خالکہ شیمان میں پھلائتے اس لوبت کو چھپ کر اس شخص کے پاس گیا جسے سونے کی کان بھال کھو دیا اس کے سکھ پیار وہ سونا اتھہ آیا تب پیریت رپے والے کے پاس گیا اسکی نسب پایا وہاں کے اسے کے پاس گیا سمجھی شیمان

تب یہی قسمت کو رد یا اور دیکھنے لگا کہ زیادہ فترت سے کوئی نہیں یادا وہ پھر مکرم کے گھر گئے جسیں بھی دلنشیز یا
تب یہ حیرانہ نہایت پیشیان ہو کر پیغمبر پڑھنے لگا شعرا کسے کہیے کہ کیا کیا ہے اج کیا سورہ آکیا ہم نے
جب یہ کہانی طوٹنے نہ لام کی تدبیح سے کہا جو دوستوں کی ملت نہیں اتنا وہ ایسا ہی بچتا ہاڑی دیکھا پھر
اب جا اور اپنے عشقوں کو گھلے لگا اور مزاواتی کا اٹھایا گئی سنتی ہی جستے نے چاکر طلوں ہیں صبح ہوئی اور
سرخ نے بانگڑتی ہی ذرا پیش حب عالی پڑھی اور روایت فرمائے تدبیح مصلحت اس تو در ذوق تھیں تا ایسا
ایک سو لاکھستان کا ایک سو لاکھ رات کو زرگر نے کھڑکی میں کھلکھل کر سماں دیکھا
جب دن اگر را اور رات آتیں تدبیح خست یعنی طوٹنے کے پاس آتی۔ اور اسے متفرگ دیکھنے پڑتی تھی اس کے
عقلمند طوطڑ کسی داسطے غم کھاتا ہے اور کیوں چیکا سیکھلے ہے طوٹنے کے لئے جختہ تو بُس گھر کی ہوئی ہے
ہے اور نہیں معلوم کہ عشقوں تیرا تجوہ سا ہے یا اور کسی قوم سے ہے اگر تجوہ سا ہے تو اس سے ملا مفہاًۃ یعنی
اور نہیں تو اس سے پر ہر سر کرنا بہتر ہے۔ دوہرًا۔ اُتم سے اُتم لے لئے بیچ ڈالنی سے پانی لٹکنے کے
سے کچھ افڑ کبوتر بالکبوتر باز بازار کی تھیں باہم جس پرواز میں جختہ نے کہا ہے محوم بازیہ تو سچ ہے یہ
میں احوال اسکا یعنی کو میان کروں۔ طوطا بولا کہ عیب نہ سر آدمی کا زبان سے معلوم ہوتا ہے قلعے خاہیں کیہد
قعتیں سخا جختہ نے سر کہ لے شیریں سن وہ کیونکہ ہے کہہ میری ہاں خاہیں کیہد حکیمت طوٹنے سے کہا
کہ ایک گیدڑ تھا وہ بیشہ شہر میں جہا اور ہر ایک آدمی کے باسنوں میں منہ ڈالتا تھا جو بھروسی ہائی فاتح
سے ایک سے ات کسی ضلیل گیرے گھر گئی اور اس کے ضلیل کے بالھیں منہ ڈالتے ہی اس میں اگر پڑا اور تمام
بدن اسکا نیلا ہو گیا غرف بہزار خرابی اس میں سے نکلا اور جنگل کا راستہ کپڑا اور دہان کے یعنیان
نے اس نگک کو کچھ بہتر جان کر سب نے اس کو بادشاہ کیا اور اس کے مکم میں بخوبی در آئے
اور وہ سروار گیدڑ اس داسٹے کے کوئی آواز اس کی سُنکاری بچا نے چھوٹے ہوئے جانوروں کو دربار کے
وقت اپنے پاس کھڑا کرنا چاہیج دربار کے وقت اس تو کو صفت اولیٰ ہیں جگہ دینا اور نہ طریقوں کو کھو
میں ہر نوں اور بندوں کو قیصری یہی بھیڑیوں کو جو ستمی یہی شیریوں کو کو ماچیوں یہی ہاتھیوں کو جھیلیں
اور کہتا کہ تم سب اپنے اپنے قریبی سے عافر ہو اور شام کو جس دستگیدڑ بولتے وہ اکہی ان کے
ساتھ بولتا اسی سبب سے اس کو کوئی نہ بچا اتنا بعد نئے دلوں کے وہ مسواران میں گھنٹوں پر
خفہ ہو اور دسات کو اپنے اس سے سر کا دینا اور ان کی جگہ پر اور جانور درندے بلائے جو اس کے
پاس کھٹکتے تھے۔ وہ اُس کی آواز پہچان لگئے کہ یہ گیدڑ ہے اور آپ شرمند ہوئے اعلیٰ می
میری اُسے سکا بولی کہیا یہ کہہ کر طوٹنے جختہ سے کہا ہے کہ بالکل شخنش کا عیب نہ چھٹکوں معصوم ہے

اشعلہا کہاں لفظی فصیح اور طبع ناہنجار ہو سیداً افغان ناغ سے طوطی کی کیا لفتاڑ ہو سیداً، اگر بلکہ اپنے کل
ادھ خرس بارہ بھائیے دعراوی کی پر اسیں کا ہمیکو فقار ہو سیداً کہا ب اپنے معشوق کے پاس جا اور اس سے باقاعدت
کرتا چھبٹہ ہنزہ اس کا تجھے علوم ہو رہے سنتے ہی خستہ نے چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور صبح نے بگد دی
جانا اُس کا اس دفعہ موقوف رہا تب بینت پڑئے لگی اور دنے لگی بیت ۲ سوئے کیا آپا تو نے اصلی شریعت ہو یا
بیسویں اسٹان ایک اعرابی نے بشیر نامی ایک شخص سے دوستی پڑھ کر کے
مارپیٹ کھائی۔ اور زندگانی کا حفظ بھی ۴ مھما یا

جب سورج چھبا اور چاند نکلا تب غبت رخصت لینے کیوں اس طوطے کے پاس آئی اور ہنئے لگی اس طوطے
میں تیرے پاس ہر ایک شب رخصت لینے آئی ہوں یا الغیبت سننے ہو تو جھوٹ ہوت اور ہر ادھر کی پتی
بنالیکے اور اپنی دانائی دکھاتا ہے کیا غوب اُسکو کیا کروں فرم اشک اُسٹا ہو اپھر منبسطے کم رکتا ہے
نا صحا اُپھری بالیں سے کہ دم رکتا ہے ہو طوا کہنے لگاے غبتہ فاطر جمع رکاوں جلد اپنے یار سکیں
ہیں کہ ایک اعرابی نے پہلے مصیبت اُھٹائی بھر پھیجے راحت پائی بیت اُھٹا نہیں جب تک کوئی رنج
تو ملتا نہیں تب تک اسکو پنج یا سخن سننے ہی خستہ نے گھا کر اسے طوطے تیرے منہ میں شکر میں
واری وہ کیونکر جو سے بیگانی کو مثل مشہور ہے آسلا جیتے زاسامرے حکایت طوطا کہنے لگا کہ
کسی شہر میں بشیر نامی ایک جوان خوبصورت ہتا تھا۔ چند روزاں ایک عورت صاحبِ جمال سے
اس نے دوستی کی بعد ایک دن احوال اُن دونوں کی دوستی کا غلط ہوا جب اُس کے خصم
نے اپنی جور دکو اُس کے سیکے میں لے جا کر رکھا تب بشیر اس کی جدائی میں دن رات رُتانا تھا اور
اُسی طرح سے آہ وزاری میں اوقات لبر کرنا تھا۔ کسی ایک اعرابی سے کہ وہ قدیم اُس کے دوستوں
میں تھا۔ جا کر کہا کہ اسے دوست بھائی میں چند دے کے گھر جاتا ہوں لگر تو بھی بیوی ساتھ چلے تو
بہتر ہے کہ لوگ کہتے ہیں ایک اور ایک گیارہ اعرابی نے اُس کا کہنا قبول کیا اور اُس کے
ساتھ ہو لیا بعد وچار دن کے اُس شہر کے نزدیک بینچک بشیر ایک درخت کے نیچے بیٹھا اور
اُس اعرابی کو اپنی خبر پہنچانے کے لئے چندوں کے گھو بیجا۔ آخر وہ شخص اُس کے گھر جا کر چندوں
معشوق بشیر سے کہتے لگا کہ اسے چندوں بشیر نے تجھے سلام کہلایے۔ یہ سننے ہی چندوں پہنچتا
خوش ہو کر کہتے لگی لے شخمن تو ابھی جا اور سیری طرف سے بھی اُسے سلام پہنچا اور یہ پیغام دے
کہ دات کو تیرے پاس اُس درخت کے نیچے آؤ مگر اور جو کہ کہتا ہے سول لاقات پر موقوف
ہے جب ملوگی تب ہو مگی۔ آخر وہ اعرابی اُسکا اپیضاً مام لیکر بشیر کے پاس گیا الوجہ جو اُس نے کہا تھا

سو سو سو جو بھی اُسے سُننا دیا جب رات ہوئی تب چندو ایک نہایت آرائشگی سے آئی اور اسکو لگ کر رونے لگی اور وہ بھی اُسے چھاتی سے لگا کر بے اختیار رہا۔ امّا، حسن کہوں کیا میں اُسوقت کا مایہ رہا، کہ جس طرح روتے تھے وہ غل مچا، وہ رورو کے دونوں ہمینوں ملے ماکھیں طرح سادوں سے بھا دوں۔ بعد رونے کے لشیر نے کہا اسے چندو آج کی رات تو یہاں تھیں چندو کہنے لگی کہ ایک صورت سے الگ ہے اعرابی ایک کام کرے تو البتہ رہوں اعرابی نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے چند نے ہماں کہ تو یہرے کے پڑے پہنکہ بھرے گھر جا اور گھوٹکھٹ سے منہ چھپا کر اکھنائی میں بیٹھ رہا میر غاوند آویجا اور دودھ کیا اور یجا کا، اور تجھے دیکھ رہے کو کہے تو تو اُسے نہ لینا۔ اپنا گھوٹکھٹ کھوں آخ کاروہ پیالہ دو دھو سے بھرا ہوا تیرے پاس رکھ دیجتا اور باہر چلا جاوے یجا۔ پھر تو اُسے اُسوقت مزے سے پینا اور اپنا پیٹ بھرا اعرابی نے یہ سخن قبول کیا اور اُس کے گھر جا کر اسی طرز سے گھوٹکھٹ سے منہ چھپا کر چپکا ہوا کہ سچھر رہا تھا میں اُس کا غاوند ایک پیالہ دو دھو کا لئے ہوتے تھے اُسرا اور اس سے کہنے لگا جانی یہ پیالہ میں تھا رے واسطے لایا ہوں گھوٹکھٹ کھلو۔ اور دو دھو پیو۔ غرف اُسے گھوٹکھٹ نہ کھولنا زدہ پیالہ لیا وہ غفتہ ہو کر کوڑے بازی کرنے لگا اور دیکھنے لگا۔ کہیں جبقد مرست کرتا ہوں ہو تعشیت جتنا ہوں تو نہ کھو لتی ہے نہ لوٹتی ہے حاصل کھلام یہاں تک کوڑے مائے کہ پیٹھے اُسکی نیلی ہو کر اُدھڑ تو نہ کھو لتی ہے نہ لوٹتی ہے اُسکے لئے چلا تاب اعرابی تھی میں پہنچنے اور کبھی سپنتا اسماں میں چندو کی اسی کسی سمجھا لیا کر بی بی میں چھے ہمیشہ نیفیت کرنی ہوں کہ رہ گھر میں کا نکشوڑا اچھا نہیں جانی تو اُسکی اطاافت کیوں نہیں کرتی اگر لشیر کا غم کرتی ہے تو پھر غاوند کا منہ دیکھیں یہ کہلکے اسکی بھی پاں گئی اور ہنسنے لگی۔ مال واری تو جاکر اسکو سمجھا کہ گیوں پانے خاوند سے سلوک نہیں کرتی پہاٹ سنتے ہی چندو کی بین کہ سچھر کی چند رہاں سے خو چھورت تھی آئی اور اعرابی کر گئے لگا کر کہنے لگی یو اتو پانے اسی تیری بھیں لشیر کے پاس گئی ہے اور مجھے یہاں بھیجا ہے دیکھو تو میں نے اُسے واسطے کیا آفت ہیں ہے اب تیری لازم ہے کہ تو یہرے پاس سوئے کہ یہ راز فاش نہ کر سہنی تو میں تیری بھیں دونوں سوا ہو گھٹے یہاں سُنکروہ ہنسنی اور اُسکے ساتھ سورہ ہی قریب سمجھ کے وہ اعرابی چندو کے پاں گھیں اور یہوند نے اُس سے پوچھا اسٹب کیونکر گزی اُس نے سہا حال اُسکے شوہر اور بھیں کاہماں اور اینی سیٹھو دکھا کر رو دیا چند وہ نہایت پھرہ بات سمجھی کہ رات میری بھیں کیسا تھا اُس نے رنگ لیاں مچائیں اور کلکھ جھیڑیاں انپیڈل کی کھوٹیں ہیں طوٹے نے یہ کہانی تمام کرے کہا اے جختہ اب سدھارو

اور اپنے مخفوق سے لطف اٹھا وہ بخت نے یہ سنتے ہی چاکر لپٹے مخفوق کے پاس اپنے آپ کو پہنچا کر اتنے میں فخر ہوئی اور مخفون نے ہانگ دی جانا اسکا اس بند بھی سوقوف رہا تب یہ فرد پڑھ کر نازار زار ہوئے لگی قدر مجھے جس سحر نے جدا ہمار سے ماکیا تھا وہی پھر وہ آئی سحر +

اکسیسوں فر استیلان کی ایک سووال اپنے ذھر پر ٹھلا کھانا تھا اور ایک سوارا کا شریعت ہوا اور دھنورا اس کا صراحتیقاً صری کے پاس جو کسی کے خود مقدمہ ہے جب سورج پھپا اور چاند نکلا بخت اپنے کپڑے پسند رخصت یعنی طوٹے کے پاس گئی اور گئے مگر آج ہے جب فرست کے باعث کچھ دل کو نہایت بیقراری حلموں سوتی ہے فرم پہنچاوے یہ پیام مرakoئی پار تک بے اختیاری تھام حکمی اختیار تک اگرچہ میں اپنے محبوب پاس جا سکتی ہوں مگر بغیر رخصت بھیتھی مصلحت نہیں دیکھتی یوں تو کہ میں ہیری عقل پر اعتماد تمام رہتی ہوں اگر جو کسی شب رخصت کے تمام عمر تیری احسانمند ہوئی اور عایسیں دیا کروں گی۔ طوٹے نے کہا کہ اسے کہ بانوں عقلمند ہوتے ہیں سبے مصلحت کام نہیں کرتے تو خود انشتمد ہے کہ بے مشودت کے کبھی کچھ کام نہیں کر لیں یہ یقین ہے کہ اگر کوئی خدا نخواستہ تجویز سے دلخمنی کر لے گا تو ہرگز اپنے شور کے سبب اور تدبیر کی راہ سے کسی بلا بیس نہ پڑے۔ جس طرح ایک سو داگر کے اپنے علم اور وانائی کی راست ایسا ہیلے کیا کہ پیشمان نہ ہو افرم دانا کو کسی طبع سے نکلے نہیں میں اور مت نہیں رکھتا ہے کسی طرح سے جاہل بخت نے پوچھا اسکی حکایت کیونکہوں نہیں حکایت دھوٹھا کہنے لگا کہ اتنے زمانے میں ایک سو داگر نہایت عقلمند ایک شخص ڈا بیغور رخصتا انعاماً لکھن وہ اپنی دلیلی ہیں یعنی ہمہ اکھانا کھانا تھا اسی عرصہ میں ایک شخص گھوڑے پر سوار ہاں آیا اُنکر اس کو سو داگر کے گھوڑے کے پاس یا نہیں لگا اور مستعد کھانا کھانے کو ہوا۔ سو داگر نے اس سے کہا کہ میرے گھوڑے کے پاس زبانہ صور خطا یا فرگے اور میرے ساتھ کھانا نہ کھاؤ شرمندگی اٹھاؤ نہیں اس نے یہ بات نہیں کھوڑ کوہیں باندھا اور آپ سو داگر کے پاس بھیج کر کھانا کھانے لگا۔ اس نے کہا تو کوئی ہے کہ بے میرے کہے میرے ساتھ کھانا کھانا تھا ہے اس نے لہنے تھیں بھرا بنا یا اور کچھ جواب زدیا جب سو داگر نے جانا کہ یہ بھر لیتے یا کوئی بگایہ سمجھ کر جھپٹا ہو رہا تھا میں سو داگر کے گھوڑے نے ایسی لذتی ہی کہ اس کے گھوڑے کا پہیٹ بچٹ گیا اور وہ مر گیا اس نے تفہیہ شروع کیا اور کہا کہ قیمت اسکی میں تجویز لاکلام نہ لگاتا ہے گھوڑے نے میرے گھوڑے کے کوارڈ والے پھر اس شخص نے قاضی کے پاس جا کر فریاد کی قاضی نے اس سو داگر کو بلوایا اس نے درباری خضر موہر کر لپٹے تھیں گوئیکا بنا یا جو بات قاضی نے اس سے پوچھی کچھ جواب نہ دیا۔ قاضی نے

کہا ہے گو نگاہ ہے اسکی کچھ خطاب نہیں دعیٰ نے عرفی کی کہ حضرت سلامت آپنے کیونکر معلوم کیا یہ گو نگاہ ہے اُس نے ہمہ ہمیں مجھ سے کہا تھا کہ یہ گھوڑا شفی ہے اسکے پاس اپنے گھوڑے کو نہ باندھو اب اُس نے اپنے نگر کو نگاہ کیا ہے ٹافنی تے کہا اب لے تو ٹرا اعنی ہے آپ ہمیں اسکے منج کر یہی تو اسی دیتا ہے اور آپ گھوڑے کا دعویٰ رکھتا ہے اسیں اسکی کیا تقدیر ہے جل دہ ہو سانہ سے خرم قافنی نے اسکو تکلیداً اور سو اگر کو رخصت کیا یہ کہک طھے نے غستہ سے کہا اچھا اب نہ برداز کر جاؤ اور لپٹے مسشوں کو سکتے لگاؤ کہ بالغینے یہ سنتے ہی چاہا کہ جا فے اور اس مجبوب کو کچھ لگاؤ لتھ میں بیج ہو گئی اور نہ لے بالگر میں نا اکھ اسرور بیج تو فہ اب تیہ فرد بھی اور ورنے لئی فرم لے سحر ہاتھ سے ترے ابھیں افتاب میلنی کھو گئی

پاہیسوں داستان کے ایک عورت سننے شیر سے چل کر کے اپنی جان رکھاں

جب سوچ پھیا اور جانڈھ کا جست رخصت یعنی طڑ کے پاس کی ہی اور کھنڈ کی لست محروم راز ہمیرے اور بر رحم کر ادا آجھی رات تو رخصت ہے اور جو مجھ سے تہذیب ہے جلد کہدے طوٹے نے کہا اکر کہ بانویں نے تجھے بارہ آڑا یا ھا تعالیٰ ہی پایا ہے لفیجوت ہمیری کچھ درکار نہ پیدا نہ خواستاً لگ تجھ پر کوئی حادثہ تو تو بھی ایسا ہی حیدر کرنا چاہیں کہ ایک عورت نے شیر کیسا تھد بچکل میں کیا تھا کہ جسکے سبک کی آفت ۔ پہنچی ۔ جستہ نے پر چھادہ حکمہ ۔ کوئی شیخ کو حکایت طڑا کئے لگا کسی ضرور میں ایک شخص نہماً اسکی جود و نہایت بدغ اور زبان ہوا تھی ایک من اسکے شوہر نے کمی تقدیر پر کی کوئی اسکو مار دہ عورت اپنی دنوں را کوئی نکھل کر جھکل میں جل گئی اتفاقاً اسکو تیر نظر کر اسکو بھیکر دی اور پر اسیں جو کر کئے گئیں نے بڑا کیا و شور کی

**تصویر عورت بد زبان کی روح اُس کے دنوں اڑاکوں مگر شوہر سے ناراض ہو کر
جھکل میں جانا اور شیر کا نظر آنا**



بے مردمی باہر آئی گلاب کچھ آفت اس شیر کے ہاتھ سے مجھ پر درپڑی تو پھر گھر سے نہ تکلوچی اور اُسکی فرباندری میں ہاکر دل گی۔ آخر اُس حورت نے بہاذ کر کے شیر سے کہا میں شیر پر بہے پاس آفراکیبات میری مٹن شیر نے تمعجب ہو کر کہا میں حورت کہہ دو بولی کامن جنکل ہیں ایک ایسا بڑا شیر ہے کہ جس سے آدمی ہمال سب دستے ہیں اور بادشاہ بھی اُسکے کھانے کیواستے دو ماہار آدمی لرفتھیجاڑتلبے جو طرف سے کہ آجی میرے دنوں لکھنؤی باری ہے اگر تیرا جی ہاہے تو جن لکھوں کو مجھ سے مدد کر لاس جنکل سے بھال جانا تک میں بھی اکمل ہنگامی راہ پر ہوں گی، بات سننکر شیر نے کہا اچا جب تو ن تمام احوال اپنا مجھ سے کہا تو مجھے لازم نہیں کہ مجھے یا نہیں لڑکو کو خواں کو اس طبق کہ مجھے بھی بھائی کی فرمائیں ہے کہ کرکشیر نے ایک طرف کی راہ میں افریدی بھول سیستھن آئی پھر تمام عمر لپٹے خداوند کی فرباندری میں رہتے ہیں یہ کہکش جوختے سے کہ کلا دبیر مت اُر اپنے معنوں کے پاس جادو ہمرا جا کر اپنے یار کے سینے سے لگ کر سواریں ونکے ہر کو دعوں کر سے دبو، دیرستے ہی جوختے چاہا کہ اُسکے پاس جائے اور زندگانی کا مرا اعلاناتے میں صبح بھوئی الم غرض نے بانک دی جانا اسکا اُس وزیری تو فہیق اقبال یہ دوہرائی پاہاد روئے بھی دوہما

پیغمبرت ہاینو کتم پھر طب موسے چین، چینیں کی لکڑتی شلگت ہوں دن ریز، دشیسویں دیستان خالص اور مخلص نے شامراحت سے دوسری کی ۲۰ جب سوچ چپا اور جاندھ تکلا جستہ خحدت یعنی طوطے کے پاس گئی اور کھٹے لگی اے طوطے وہ کونا وقت ہو گا کہ اُس کے پاس بخوبی اور جاہتی ہوں کہ جاؤں پر جاہیں سنتی شعر اُنی ہو گئیں سب بیریں کہہ دوائی کام کیا، آخر اس بیداری دل نے اپنا کام تمام کیا اور نہیں چانتی کہ بیرے لفیض کیسے ہیں جو اُس سے جدرا کپتے ہیں طوطے نے کہا لے جوختہ اب دل بیراگواہی دیتا ہے کہ تو عجلہ لپٹے معنوں سے جا یلیکی لیکن اُس سے ملکے شرطوں تمام دوستی کی بجا لانا اور کوئی بات باقی نہ رکھنا جس طرح سے کہ خدمت شامراحت کی خالص اور مخلص نے اسی کمدانوں نے کیا کہ حکلات اُنکی کیونکر ہے میا لکھ کایت طوطے نے کہا کہ کسی قت میں ایک بڑا بادشاہ نفا اُسکے دوستے یعنی جب بادشاہ نے اس نیا سے کوچ کیا تھا اور تخت کا لک بڑا بیٹا ہو اور اُس نے جاہاں کو حصہ جوانی کو مارڈالے قب وہ بیچارہ ڈرا اور اُس شہر سے بھاگا بعد کئی روز کے ایک تلاشب پہنچا لیا رکھتا ہے کہ ایک بینڈک کو سانپ پکھتے ہے جو منہ کش غل مچتا ہے اور یہ دفعہ پڑھتا ہے دھھلایار بائیسے وقت میں ایسا کوئی آئے منہ سے جو اُس نہ کے میری جان بچائے ہے وہ با اُس بینڈک سے سنتے ہی شامراحت نے لیسا دا اٹا